قدرتی نظام اجتماع

(۴)

(از جناب مولوی محمد ظفیر الدین صاحب پورہ نوڈیہادی استاد دار العلوم معینیہ سانخہ)

انتشار جماعت کی کراہیت | بلاشبہ اس کلام میں جس طرف اشارہ کیا گیا ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جماعت کے بنیادی مقاصد سے ہے اور کہا جا سکتا ہے جماعت کی روح بڑی حد تک اسی میں پنہاں ہے، یہی وجہ ہے بعض ائمہ دین نہایت سختی سے اس طرف گئے ہیں کہ اذان و جماعت والی مسجد میں جماعت ثانیہ کراہیت سے کسی حال میں خالی نہیں، اور فضائل صرف جماعت اولیٰ ہی کو حاصل ہیں۔

ہم جب نماز خوف کا مسئلہ سامنے رکھتے ہیں تو اور بھی اس مسئلہ جماعت کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے میدان کارزار میں جب دو جماعت کا حکم نہیں تو رات دن اپنی پرسکون مسجد میں جماعت ثانیہ کی اجازت کیوں کر سمجھی جا سکتی ہے، ہاں راستہ کی مسجد ہو تو البتہ اجازت سمجھ میں آتی ہے کہ وہاں کوئی نظم و ضبط ممکن ہی نہیں، احادیث میں اس طرح کا واقعہ جہاں آیا ہے اس کی مراد یہی ہے کہ وہ گذرگاہ کی مسجد ہوگی نظم جماعت کے سلسلہ میں جو حدیث ہم نقل کر آئے ہیں ان میں بھی اس طرف کافی اشارہ موجود ہے کہ جماعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف ایک ہی ہوتی تھی اور یہی مطلوب بھی تھا

دلوں کی نورانیت | جماعت ثانیہ کو جب جماعت کی حیثیت حاصل نہیں ہوتی تو پھر قدرتی طور پر جماعت اولیٰ میں ہر شخص حاضری کی سعی کرے گا اور وہ سستی جو جماعت ثانیہ کے نام پر پیدا ہو سکتی ہے راہ نہ پاسکے گی، اور اس صورت میں جماعت بڑی سے بڑی ہوگی، پھر ہر ایک قلب روشن

ہو پڑیگا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت و طاعت کا نور، ایک قلب مومن سے دوسرے مومن کے دل پر پرتو ڈالیگا اور اس طرح ان کی روحوں کی مثال ایسی ہو جائیگی کہ چند صاف شفاف آئینے ایک دوسرے کے آمنے سامنے رکھ دیتے گئے ہیں اور ان پر سورج کی آناؤ کرنیں پڑ رہی ہیں جس طرح ان آئینوں کا حال ہوتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنے عکس سے منور کر دیتا ہے یہی حال جماعت میں شریک ہونے والی روحوں کا ہوتا ہے

صبح کی جماعت میں تو یہ کیفیت اور بھی پورے شباب پر ہوگی کیونکہ آرام و چین کی نیند دماغ کو سکون بخش دیتی ہے، دل اس وقت نسبتاً بہت زیادہ پُر سکون اور افکار کے گرد و غبار سے پاک ہوتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس کی جماعت کا ثواب یہ بتایا گیا ہے کہ پوری رات کی عبادت کے برابر ہے

دین سے دنیا کی اصلاح | جو کچھ عرض کیا گیا اس کی روشنی میں غور کیجئے کہ ان کیفیتوں کے حصول کے وقت ایک کا دوسرے کے بغلگیر ہونا کس قدر اثر انداز ہو سکتا ہے دنیاوی اعتبار سے بھی اور دینی نقطۂ نظر سے بھی، اتحاد و ارتباط جسمانی اور روحانی دونوں کائنات کے لئے مفید ثابت ہوگا اور ان کیفیات کے استحضار کے ساتھ جو بھی اجتماع ہوگا کیا ان میں یہ احساس تازہ نہ ہوگا؟ کہ جس طرح ہم ایک گھر میں، ایک ضابطہ کے تحت، صرف ایک ذات کی خوشنودی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ دنیاوی زندگی میں ہماری لائنیں مختلف ہوں اور جس طرح یہاں ہم مل کر اپنے ایک بڑے دشمن شیطان رجیم کو رسوا کر ڈالتے ہیں اسی طرح زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی متحد ہو کر اپنے دشمنوں پر غالب آسکتے ہیں۔

اسلامی مساوات | صرف یہی نہیں بلکہ ایک امام کی ماتحتی ان کے دلوں پر یہ نقش چھوڑیگی کہ دنیاوی زندگی میں بھی ہمارا امام ایک ہی ہونا چاہئے۔

ایک گھر میں ایک مصلّی پر بلا امتیاز ہر ایک کا دوسرے کے بغلگیر ہونا اور ایک سیدھ میں کھڑا ہونا، ان میں مساوات کی وہ روح پیدا کرے گا جو لاکھوں کانفرنسوں سے ممکن نہیں، یہاں شاہ و گدا، امیر و فقیر، منصب دار اور غیر منصب دار، ذات پات، نسل و نسب اور رنگ و روپ

کا کوئی سوال نہیں ہوتا ہے، کسی کی کوئی جگہ متعین نہیں یہاں اگر کسی درجہ میں معیار فضیلت ہے تو زہد و تقویٰ، خدا شناسی اور خدا ترسی علم و فضل اور اسی طرح کی کوئی اور چیز، بلکہ نظم جماعت میں تو ان چیزوں کو بھی دخل نہیں ہے سوائے علم و فضل کے کہ ان کا بعض امور میں لحاظ ہوتا ہے۔

بغض و حسد کی روک تھام | اور پھر اس نظم جماعت سے خود بخود الفت و محبت کے رشتے استوار ہوتے ہیں، نفاق و خصومت، حسد و بغض، عداوت و نفرت اور اس طرح کی ساری نقصان دہ اور ضرر رساں باتوں کا ہمیشہ کے لیے دروازہ بند ہو جاتا ہے قرآن پاک نے بھی نماز کے اس وصف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا (روم۔۴)

رات دن کی باہم ملاقاتیں خاص کیفیت کے ساتھ ہونگی تو جہاں محبت و الفت اور مساوات کا جذبہ راسخ ہوگا وہاں دردمندی و غمخواری بھی اپنی جگہ پیدا کرے گی، ایک دوسرے کو بُرے اور پھٹے حال میں جب دیکھے گا تو طبعی طور پر ہمدردی حسن سلوک اور نیک برتاؤ کا جذبہ اُبھرے گا اور اجتماعی جذبہ ان کو سب کچھ کرنے پر مجبور کرے گا یہ اور اس طرح کے بیسیوں فائدے خود بخود مترتب ہوں گے، مسجد کے اس نظم جماعت کے مصالح و حکم اگر استقصاء سے قلم بند کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب صرف اسی عنوان پر ترتیب دی جا سکتی ہے اخیر ساعت عمر میں نظم جماعت دیکھ کر رحمت عالم صلعم کی مسرت بہرحال اپنی حکمتوں اور مصلحتوں کا نتیجہ تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نظم جماعت بہت محبوب تھا اور اپنی اخیر ساعت عمر تک اس سے آپ نے والہانہ محبت فرمائی، حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ دوشنبہ کو صدیق اکبرؓ امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے اور لوگ صف بستہ باقاعدہ پیچھے کھڑے تھے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری بیماری میں کمزوری کی وجہ سے گھر میں آرام فرماتے تھے، آپ اپنے بستر سے اٹھ کر دروازہ پر تشریف لائے اور پردہ اٹھا کر جماعت کو دیکھنے لگے جو مسجد میں مشغول نماز تھی۔ آپ یہ دیکھ کر خوشی سی مسکرا اٹھے (مسلم ج۱ ص۱۷۹)، جانتے ہیں آپ کی یہ مسرت کیوں تھی؟ محض اس وجہ سے کہ آپ نے صحابہ کرام کو دیکھا نماز با جماعت

ادا کر رہے ہیں، ہر ایک امام کی پوری پوری پیروی کرتا ہے اور اس طرح یہ اپنی شریعت پر قائم، آپس میں متحد اور ان کے دل ملے ہوتے ہیں

جامع مسجدوں کا نظام | یہ پنجوقتہ جماعتوں کا حال ہے جو محلہ میں اشاعت دین انضباط اتحاد اور بے شمار دینی و سیاسی منافع کا باعث ہوتی ہیں، باقی شہروں اور بڑی آبادی کے مختلف محلوں میں اشاعت دین وغیرہ کا مسئلہ، تو اس کے لئے شریعت نے جامع مسجدوں کا نظام قائم کیا ہے اور اس کو ٹھوس بنیاد پر مستحکم کر دیا ہے کیونکہ ہر دن تمام محلوں کا یکجا ہونا دقت و پریشانی اور حرج سے خالی نہ تھا اور ہفتہ بھر میں ایک ہی بار اس طرح کا اجتماع اپنی مخصوص خوبیوں کی بنا پر مناسب بھی تھا۔

ہر جگہ جمعہ کی ایک ہی جماعت عہد نبوی اور عہد صحابہ میں | چونکہ جامع مسجدوں سے متعلق گرانقدر فوائد متعلق ہیں اس لئے شریعت نے اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے کہ ایک شہر یا قصبہ میں ایک ہی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی جانی چاہیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہی رائج تھا، ایک شہر کی متعدد مسجدوں میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی تھی، صاحب مبسوط جو خود بھی عدم جواز تعدد جمعہ کی طرف مائل ہیں لکھتے ہیں۔

ان فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء بعدہ فتحت الامصار ولم یتخذ احد منھم فی کل مصر اکثر من مسجد واحد لاقامۃ الجمعۃ ولو جاز اقامتھا فی موضعین جاز فی اکثر ذالک فیودی الی القول بان یصلی اہل کل مسجد فی مسجدھم واحد لایقول بذالک وفی تجویز اقامۃ الجمعۃ فی موضعین فی مصر واحد تقلیل الجماعۃ

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں بہت سارے شہر فتح ہوتے مگر ان میں سے کسی نے بھی ایک شہر میں "ایک جامع مسجد سے زیادہ نہ بنائی، اگر اقامت جمعہ ایک شہر میں دو جگہ جائز ہوتا تو دو سے زیادہ جگہوں میں بھی جائز ہوگا اور بالآخر یہ بات یہاں تک پہنچے گی کہ ہر ہر مسجد والے اپنی ہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے اور ایک شہر میں دو مسجدوں کے اندر نماز جمعہ جائز قرار دینا جماعت کی قلت کا باعث ہوگا

وإقامة الجمعة من اعلام الدين	اور اقامت جمعہ دین کی نشانیوں سے ہے لہذا
فلا یجوز القول بما یودی الی تقلیلها	ایسی بات کا قائل ہونا جائز نہ ہوگا جو اس کی تقلیل
(مبسوط سرخسی باب الجمعۃ ج ۲ ص ۱۲۱)	جماعت کا باعث ہو۔

انھوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ تعددِ جمعہ کی شکل میں اقامت جمعہ کا مقصد اصلی فوت ہو جائیگا، کیونکہ جماعت میں انتشار پیدا ہو کر قلت پیدا ہو جائے گی، حالانکہ یہ دن شریعت نے اس لئے مخصوص کیا ہے کہ ہفتہ میں ایک بڑی جماعت، جس میں سارا شہر شریک ہو، شعارِ دین کا عظیم الشان مظاہرہ کرے اور دینی و دنیاوی فوائد سے متمتع ہو۔

خیر القرون بلکہ قرون ثلثہ تک تعدد جمعہ کا پتہ نہیں چلتا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو تیسری صدی ہجری کے ہیں انھوں نے اپنے زمانہ میں تعدد جمعہ کا انکار فرمایا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ تعدد جمعہ میں نقل کیا ہے۔

ذکر الاثرم من احمد انہ قال لا اعلم	اثرم نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے
بلدا من بلاد المسلمین اقیمت فیہ	فرمایا "میں نہیں جانتا کہ مسلمانی شہروں میں سے
الجمعتان اذا تقرر هذا واحمد	کسی شہر میں بھی دو جمعہ قائم کیا گیا ہو" یہ جب ثابت
من القرن الثالث ظهر ان خیر	ہو چکا اور یہ بھی معلوم ہے کہ امام احمدؒ تیسری صدی
القرون لم یقع فی زمانهم التعدد	کے ہیں پس معلوم ہوا کہ خیر القرون میں تعدد جمعہ
(مجموعہ فتاوی عبدالحئی جلد ثانی ص ۱۱۱)	واقع نہیں ہوا۔

ائمہ اربعہ عدم تعدد جمعہ کے حق میں | اکثر علماء احناف اور دوسرے ائمہ کا قول بھی اسی کی تائید میں ہے کہ تعدد جمعہ نہ ہونا چاہئے، بعض تو بالکل ناجائز کہتے ہیں اور بعض اولیٰ اور احوط کے خلاف قرار دیتے ہیں، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت جواز کی اور دوسری عدم جواز کی ہے، عدم جواز ہی والی روایت کو علمائے احناف میں امام طحاوی، تمرتاشی اور صاحب مختار نے راجح قرار دیا ہے، ائمہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عدم تعدد کے قائل ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور روایت بھی یہی ہے

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کو راجح قرار دیتے ہیں سبکی شافعیؒ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ کسی بھی صحابی یا تابعی سے ایک شہر میں تعدد جمعہ ثابت نہیں (شامی جلد اول)

مروجہ تعدد جمعہ | تمام روایتوں پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنے کے بعد فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ ایک شہر میں (اگر اس میں دریا یا بڑا نہر نہیں ہے تو) صرف ایک مسجد میں جمعہ بڑی حد تک ضروری ہے اور اگر ایسا دریا یا شہر بیچ شہر وغیرہ میں ہے جو ادھر سے اُدھر ہونے میں مانع ہے یا اتنی بڑی آبادی ہے جہاں ایک مسجد میں نہ گنجائش ہو سکتی ہے اور نہ آنا آسان ہے تو دو جگہ نماز جمعہ پڑھی جا سکتی ہے، باقی آج کل جیسا تعدد جمعہ مروج ہے وہ کسی درجہ میں بھی اصول شریعت کے قریب نہیں، مروجہ تعدد جمعہ کے جواز اور عدم جواز کی بحث میں دخل انداز ہونے کی چاہے گنجائش نہ ہو مگر اتنا تو ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یہ طریقہ اقامت جمعہ کے بنیادی منشا اور اس کی روح کے خلاف ہے

اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں کہ جمعہ کے دن معذورین (مسافر، مریض وغیرہ) کا مصر میں ظہر کی نماز با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے اس کی وجہ علماء نے جو لکھی ہے وہ یہ ہے کہ جماعت جمعہ میں اختلال کا اندیشہ ہے مولانا بحر العلوم جو خود تعدد جمعہ کے قائل ہیں مگر یہ بھی معذورین کی جماعت ظہر کو غیر دیہات میں مکروہ لکھتے ہیں اور وجہ کراہیت جو بتاتے ہیں وہ یہ ہے۔

لان الجمعۃ جامعۃ للجماعات فی المصر	نماز جمعہ ایک شہر کی مختلف جماعتوں کو یکجا کرنیوالی
ولو صلی المعذورون بالجماعۃ عسی	ہے اور اگر معذورین با جماعت نماز پڑھیں گے تو ممکن
ان یدخل غیرھم فیختل جماعۃ الجمعۃ	ہے غیر معذور بھی ان کے شریک ہو جائیں پس اس
(ارکان ص۱۱۱)	طرح جماعت جمعہ میں اختلال پیدا ہو جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ جب جماعت جمعہ کا اس قدر لحاظ ہے تو پھر خود جمعہ کی جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا کیوں کر قرین اصول ہو سکتا ہے۔

قیامت کی یاد | جب اتنی بات سمجھ میں آ گئی تو اب جامع مسجدوں کے نظام پر غور فرمائیں کہ کیوں کر ہفتہ میں ایک مخصوص دن، ایک وقت میں ہر ہر جگہ کے مسلمان اپنی اپنی جامع مسجدوں میں یکجا

ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی پورے شان وشکوہ کے ساتھ ادا کریں گے اور پھر اس اجتماع کو کیا حیثیت حاصل ہوگی

علامہ ابن القیمؒ اجتماع جمعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"بلاشبہ جمعہ لوگوں کے جمع ہونے اور ان کو مبداء ومعاد یاد دلانے کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لئے ہفتہ میں ایک دن بنایا ہے جس میں وہ عبادت کے لئے ہر کام سے علیحدہ ہوتے ہیں اور جمع ہوکر مبداء ومعاد اور ثواب وعقاب کو یاد کرتے ہیں اور اس اجتماع سے اس بڑے اجتماع کی یاد تازہ کرتے ہیں جو پروردگار عالم کے روبرو ہوگا، اور یہ مسلّم ہے کہ اس مقصد کے لئے دنوں میں وہ دن مناسب تھا جس میں ساری مخلوق جمع کی جائیگی اور وہ جمعہ کا دن ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اس دن کی فضیلت وشرافت کے پیش نظر اس امت کے لئے اسی دن کو یہ فخر عطا کیا اور اپنی بندگی کے لئے اس دن میں ان کا اجتماع مشروع فرمایا اور اسی کو اس کی شرافت کی وجہ سے مقدر فرمایا، پس یہ دن شرعی طور پر دنیا میں جمع ہونے کا دن ہے اور قدر ومنزلت کے لحاظ سے آخرت میں (زاد المعاد باب الجمعہ)

قیامت کے دن حشر میں جو اجتماع ہوگا وہ بھی جمعہ ہی کا دن ہوگا، اس لئے یقینی طور پر مرد مومن کا ذہن جمعہ کے اجتماع سے بڑے دن کے اجتماع کی طرف جائیگا اور پھر سا تھ وہ سارے حالات جو میدان حشر میں پیش آنے والے ہیں ایک ایک یاد آئیں گے اور اپنے اعمال واخلاق کا نقشہ تھوڑی دیر کے لئے آنکھوں میں پھر جائیگا، اور اس سے یقینی طور پر قلب مومن متاثر ہوگا۔

پند ونصیحت | رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم شاید اسی وجہ سے کبھی کبھی نماز جمعہ میں سورہ جمعہ تلاوت فرماتے تھے جس میں نماز جمعہ کے لئے تاکیدی حکم ہے، سعی الی الجمعہ کا وجوب ہے اور ان تمام امور کے ترک کا حکم ہے جو نماز جمعہ اور اجتماع جمعہ کی شرکت سے مانع ہو سکتے ہیں پھر ذکر اللہ کی کثرت پر بھی زور دیا گیا ہے، تاکہ یہ صلاح وفلاح دارین کا ذریعہ بن سکے اور کامیابی سے ہمکنار کر دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونا باعث ہلاکت ہے اور آپ دوسری رکعت میں سورہ منافقون پڑھتے تھے، جس سے غالباً آپ کا منشاء یہ تھا کہ امت کو نفاق سے

ڈرائیں جو دینی اور دنیاوی تباہی و بربادی کا سرچشمہ ہے، نیز امت کو اس بات پر متنبہ کرنا مقصود تھا کہ مال، اولاد، اور دنیا کا لالچ تم کو نماز جمعہ اور اللہ کی یاد سے، خبردار کہیں روک نہ دے، اور آخر میں موت کی یاد تازہ کرا کے اصل مقصد کی طرف متوجہ کرنا اور اس کے موانع سے ہشیار کرنا تھا کہ جو کچھ کرنا ہے یہیں کر لو، وہاں اس کا موقع نہیں ہے بعد موت ساری تمنا اور آرزو بے سود ہوگی (زاد المعاد صلا ج ۱)

آج بھی امت کے لئے وہی طریقہ مسنون ہے جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا چنانچہ ہفتہ میں جب یہ عظیم الشان اجتماع ہوگا، مسلمان خلوص کے ساتھ جمع ہوں گے تو قیامت کی وہ سخت گھڑی یاد آئے گی جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا، نفس اور اعمال کے احتساب کا موقع پیدا ہوگا اور امام جب کبھی نماز میں سورۂ جمعہ اور منافقون کی تلاوت کرے گا تو ہمارے قلوب میں ایک بے چینی کی کیفیت پیدا ہوگی

پورا شہر ایک امام کے پیچھے | پھر اس ہفتہ وار اجتماع میں پنجوقتہ جماعت کے فائدوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ چند مسجدوں کی جماعتیں ایک مسجد میں سمٹ آتی ہیں اور سب کے سب صرف ایک امام کی پیروی کرتے ہیں گویا یہ امام پورے شہر کا امام ہوتا ہے اور آج اس کی ہر حرکت و سکون کی پوری پوری مطابقت کی جاتی ہے، یہ امام اس دن ایک بلیغ خطبہ دیتا ہے جس میں حمد و ثنا کے بعد قرآن و احادیث پاک کی روشنی میں فرائض اور ذمہ داریوں کی یاد دہانی کی جاتی ہے، امام شہر کی سیاسی و دینی رہنمائی کرتا ہے اور ہفتہ بھر کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا تذکرہ کرتا ہے اور خیر القرون کی یاد تازہ کراتا ہے اور اس طرح اس دور کے احیاء کے لئے ابھارتا ہے۔

تبلیغ و اشاعت کی اہمیت | یہی وجہ ہے کہ خطبہ کا سننا واجب قرار دیا گیا ہے، امام جہاں خطبہ کے نیت سے نکلا، دنیا کی ساری باتیں باعث گناہ ہوگئیں جن امور کی اجازت تھی وہ بھی شرعی طور پر اب باقی نہیں رہی، کوئی بھی کچھ بول نہیں سکتا، حتیٰ کہ نفل و سنت پڑھنے کی بھی گنجائش باقی نہیں

رہنی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اذا قلت لصاحبك يوم الجمعة انصت والامام يخطب فقد لغوت (بخاری باب الانصات یوم الجمعۃ)	اگر امام کے خطبہ دیتے وقت تو نے اپنے کسی بھائی کو یہ کہا کہ چپ رہو تو یہ بھی تو نے ایک لغو کام کیا۔

انداز خطابت | گویا امام کے سوا کسی اور کو یہ حق نہیں کہ کچھ بولے، یا امر بالمعروف کرے، یہ ساری چیزیں صرف امام ہی کے لئے اس وقت مخصوص ہوتی ہیں خطیب قوم کا بہترین شخص ہوگا، اس پر اثنائے خطبہ میں ایسی کیفیت طاری ہو کہ اس کی زبان سے جو بات نکلے، اثر میں ڈوبی ہوتی ہو تاکہ قوم کے قلب وجگر پر تیر کی طرح وہ بات لگتی چلی جائے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز خطابت اس دن اسی انداز کا ہوتا تھا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته واشتد غضبه حتى كانه منذر جيش يقول صبحكم ومساكم ويقول بعثت انا والساعة كهاتين ويقرن اصبعيه السبابة والوسطى (مسلم کتاب الجمعۃ)	آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند، اور لب ولہجہ میں شدت پیدا ہو جاتی، معلوم ہوتا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ وہ لشکر اب صبح وشام میں ٹوٹ پڑنے والا ہے اور فرماتے کہ قیامت اور مرے درمیان بس اتنا فرق ہے جتنا شہادت اور بیچ کی انگلیوں کے درمیان

امام کی ظاہری ہیئت | اس دن امام کی ظاہری ہیئت بھی ذرا عمدہ اور نمایاں ہونی چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتب حدیث میں اس طرح کی باتیں ملتی ہیں، حضرت عمرو بن حریث کا بیان ہے۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب وعليه عمامة سوداء قد ارخى طرفيها	جمعہ کے دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ ارشاد فرماتے جس کے دونوں کنارہ

بین کتفیہ یوم الجمعۃ (مسلم) آپ کے شانوں کے درمیان لٹکا ہوتا۔

سامعین کا لحاظ | جمعہ کے دن جو مستحبات و مسنونات ہیں ان کو سامنے رکھ لیجئے تو اجتماع کی شان و شوکت اور بھی نمایاں معلوم ہوگی، غسل، مسواک، خوشبو حتی المقدور، اچھا لباس، وغیرہ وغیرہ پھر امام کو ہدایت ہے کہ خطبہ ایسا دے کہ سامعین پورے کیف و نشاط کے ساتھ سنیں، ان کے جوش و انبساط میں کوئی فرق نہ آئے، ارشادِ نبوی ہے

ان طول صلوۃ الرجل و قصر خطبتہ مئنۃ من فقہہ فاطیلوا الصلوۃ واقصروا الخطبۃ وان من البیان سحرا (مسلم کتاب الجمعۃ ج ۱) — مرد مومن کی لمبی نماز اور مختصر خطبہ اس کے فقیہ ہونے کی علامت ہے پس نماز لمبی کرو اور خطبہ مختصر اور بلا شبہ بعض بیان جادو ہے۔

اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ضرورت کے وقت بھی اختصار ہی سے کام لیا جائے جس سے ضرورت پوری نہ ہو سکے۔ بلکہ امام کو ضرورت کے وقت اس کا اختیار ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور بھی یہی تھا کبھی خطبہ کو طول دیتے اور کبھی اختصار سے کام لیتے، جیسی ضرورت محسوس فرماتے، علامہ ابن القیم لکھتے ہیں :۔

وکان یقصرہ خطبتہ احیانا ویطیلہا احیانا بحسب حاجۃ الناس (زاد المعاد ج ۱) — جیسی لوگوں کی ضرورت ہوتی، اسی کے مطابق آپ خطبہ دیتے کبھی مختصر اور کبھی لمبا

امام کی توجہ | خطبہ میں اس کا بھی لحاظ رہے کہ امام خطبہ دیتے ہوئے کھڑا رہے، اور اس کا رُخ قوم کی طرف ہو تاکہ امام کی طرف قوم کا رجحان باقی رہے اور اس کی باتیں قوم کو متاثر کر سکیں، سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔

وکان یخطب قائما ...... واذا صعد المنبر اقبل بوجہہ علی الناس (زاد المعاد ج ۱) — آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور منبر پر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے۔

اس طرف اشارہ گذر چکا ہے کہ امام (خطیب) محض اپنے جسم ہی سے قوم کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کو دلی اور روحانی توجہ بھی قوم پر رکھنی چاہئے۔

قبولیت دعا کی گھڑی | اس جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعائیں خصوصیت سے مقبول بارگاہ ہوتی ہیں، حدیث کے الفاظ تو بتاتے ہیں کہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اس گھڑی میں مومن کی

دعا رد نہیں کی جاتی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ جمعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

فیہ ساعۃ لا یوافقھا عبد مسلم وھو یصلی یسأل اللہ شیئا الا اعطاہ ایاہ، اشار بیدہ یقللھا (مسلم کتاب الجمعہ ص۲۸۱ ج۱)

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مرد مسلمان نماز پڑھے اور اپنے اللہ سے کسی چیز کی درخواست کرے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطا کریگا مگر وہ گھڑی مختصر ہوتی ہے

یہ ساعت استجابت باقی ہے یا اٹھالی گئی؟ ہر جمعہ میں یہ ساعت آتی ہے یا کسی خاص میں اس باب میں مختلف اقوال ہیں مگر جو صحیح مذہب ہے وہ یہ ہے کہ یہ ساعت استجابت (قبولیت کی گھڑی) باقی ہے اور ہر جمعہ میں آتی ہے یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے کہ وہ کون سی گھڑی ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اس باب میں بیالیس اقوال نقل کئے ہیں اور پھر ہر ایک قول کا ماخذ اور اس کی دلیل بھی لکھی ہے، مگر راجح یہی ہے کہ اس قبولیت کی گھڑی کو چھپا لیا گیا ہے، کوئی خاص گھڑی متعین نہیں ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اس گھڑی کی تلاش و جستجو میں ہمیشہ ہر جمعہ کو پورے دن رغبت سے عبادت میں مصروف رہے،

نماز جمعہ کی تاکید | انھی خصوصیات کی وجہ سے نماز جمعہ کی سخت تاکید ہے اور باجماعت نماز کا حکم ہے جمعہ کی انفرادی نماز سرے سے جائز ہی نہیں ہے البتہ جو لوگ معذور و مجبور ہیں وہ بجائے جمعہ ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں، قرآن میں اس نام سے ایک مستقل سورہ موجود ہے اس میں یہ آیت بھی آئی ہے

یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (جمعہ ۲)

اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب اس کی نماز کے لئے تم کو پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

حدیث میں مختلف پیرایہ سے اس کی اہمیت ذہن نشین کی گئی ہے یہاں صرف چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا علی عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض (ابوداؤد)

ہر مسلمان مرد پر جمعہ کی جماعت ایک ضروری حق ہے البتہ چار پر نہیں غلام۔ عورت۔ بچہ اور بیمار۔

ترک جمعہ و جماعت کی وعید بیان فرمائی گئی ہے حضرت ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں

سمعنا رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول علی اعواد منبرہ لینتھین اقوام عن ودعھم الجمعات او لیختمن اللہ علی قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ یا تو لوگ جمعوں کے ترک سے باز آئیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیگا۔ پھر البتہ وہ غافلوں میں ہو جائیں گے۔

(مسلم کتاب الجمعہ ج ۱ ص ۲۸۴)

ایک دوسری حدیث میں ہے جو ابوداؤد میں ہے کہ جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعہ ترک کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے، مسلم شریف کی ایک حدیث میں آیا کہ جو لوگ جمعہ کی نماز میں نہیں آتے جی چاہتا ہے ان کو پھونک ڈالوں، علامہ ابن القیمؒ نے انہی حدیثوں کے پیش نظر لکھا ہے کہ "جمعہ کی نماز فرائض اسلام میں موکد تر ہے اور اس کا اجتماع، عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے، اتنا عظیم الشان کہ عرفہ کے بعد فرض اجتماع یہی ہے، جو اس کی شرکت محض اپنی سستی و دنیا طلبی کی وجہ سے ترک کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر غفلت کی مہر لگا دیں گے، اس کا رتبہ اعلیٰ ہے اور اتنا اعلیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی قربت اور سب سے اول اس کا دیدار ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو جمعہ کے دن امام کے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور سویرے جامع مسجد حاضر ہوتے ہیں۔

یہ سب تاکید اسی لئے ہے کہ جامع مسجدوں کا قدرتی نظام ہمیشہ مضبوط بنیاد پر قائم رہے اور ان کے اجتماعوں سے جو بھی دینی و دنیاوی فائدے ہو سکتے ہیں فرزندان توحید اس سے پورے طور پر مستفید ہوتے رہیں اور غفلت، کاہلی، اور بے رغبتی وغیرہ ان میں اثر پذیر نہ ہو سکے۔

ایک عام فائدہ شروع .... میں عرض کر آیا ہوں کہ جمعہ کے اجتماع میں شہر کے ہر طبقہ کے لوگ شریک ہوتے ہیں علماء، صوفیاء، رؤسا، تجار، غرباء، فقراء، مختصر یہ کہ ہر شعبۂ زندگی کے تقریباً ہر فرد ہوتے ہیں، ہر ایک دوسرے کو عبرت و بصیرت کی نظر سے دیکھینگے، کسی کو تعلیم اور علوم و فنون کی اشاعت کی فکر ہوگی، کسی کو تزکیۂ قلوب اور روحانی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوگی کوئی مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشرتی زندگی کا جائزہ لیگا، کوئی پست خیال افراد کی ترقی کی اسکیم بنائیگا اور کچھ لوگ

---

۱ مسلم باب صلوٰۃ الجماعۃ الخ ج ۱ ص ۲۳۲ ۲ زاد المعاد ج ۱ ص ۱۰۲

میں کسب حلال کی اُمنگ پیدا ہوگی، گویا یہ سارے طبقے مل کر ہر ہفتہ اور کچھ نہیں تو مسلمانوں کی صحیح کا احساس تو ضرور ہی اپنے اندر پیدا کریں گے۔ اور ہر قلب پر ایک چوٹ سی لگے گی۔

مسجدوں کا ایک اور نظام عیدگاہ کے نام سے | اس ہفتہ وار اجتماع کے علاوہ سال میں دو مخصوص اجتماع اور بھی ہوا کرتے ہیں ایک کو عید الفطر کہتے ہیں اور دوسرا عید اضحیٰ کے نام سے موسوم ہوتا ہے ان کا نظام "عیدگاہ" کے نام سے قایم ہے اس کو مسجدوں سے بڑا گہرا تعلق ہے اور یہ مسجدوں کے نظام سے الگ نہیں کہا جا سکتا، عیدگاہ بہت سے شرعی احکام میں مسجد کے تابع ہے اور اس سے بڑھکر یہ کہ عموماً یہ اجتماع مسجد میں بھی ہوتا رہتا ہے، فرق یہ ہے کہ یہ پنجوقتہ نمازوں میں داخل نہیں بلکہ علیحدہ ہی اور سال میں یہ دو نمازیں روزانہ نماز سے زیادہ پڑھی جاتی ہیں شریعت میں ان نمازوں کو وجوب کا درجہ حاصل ہے اسی وجہ سے اس کے لئے نہ اذان ہوتی ہے نہ تکبیر۔ بقیہ شرائط تقریباً وہی ہیں جو جمعہ کیلئے ہیں

یہ اجتماع ہفتہ وار اجتماع کی نسبت سے ذرا شاندار ہوتا ہے، اس میں اہتمام کچھ زیادہ ہوتا ہے اور عموماً اس کی ادائیگی بجائے مسجد کے باہر میدان میں ہوتی ہے ایک میں صدقہ فطرہ کا نظم ہے اور دوسرے میں "قربانی" کا جس سے غرباء و فقراء کی تھوڑی بہت امداد ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ بھی اس مسرت میں برابر کے شریک ہو جاتے ہیں۔

ذخیرۂ احادیث کو سامنے رکھ کر جب غور کیجئے تو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس موقع سے جہاں اور بہت سے فائدے اور مصالح مقصود ہیں وہاں شکوہ اسلام اور شوکت مسلمین کا اظہار بھی ہے اور غالباً اسی وجہ سے حکم ہے کہ ایک راستہ سے جائے اور واپسی دوسرے راستہ سے ہو، بلکہ ایک میں تو باآواز بلند تکبیر کا بھی حکم ہے،

کتب حدیث میں یہ بھی واقعہ مندرج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر عورتوں کے اجتماع کا بھی حکم دیا ہے حتیٰ کہ ان عورتوں کو بھی نکلنے کا حکم ہے جو نماز نہیں پڑھ سکتی ہیں، اس کی وجہ بعض علماء یہی بتلاتے ہیں کہ شروع اسلام میں اس سے بڑی حد تک اظہار شان و شکوہ تھا اور اب چونکہ یہ ضرورت اُس پیمانہ پر باقی نہ رہی اس لئے عورتوں کا اجتماع ناپسند کیا جاتا ہے

اور بعض لوگ تو اب بھی اس موقع پر خروج نساء کے قائل ہیں، تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

اجتماع عیدین کی اہمیت | ان اجتماعِ عیدین سے بھی خیر القرون میں کام لیا گیا ہے، اور آج بھی ان سے کام لیا جاسکتا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم دین کی ان حکمتوں سے واقف نہیں اور یہ کہ اس اجتماع سے کام لینا چھوڑ دیا، آج بھی اگر ارباب فضل وکمال اس طرف توجہ کریں تو ان اجتماع سے ایک بڑی کانفرنس کا کام لیا جاسکتا ہے، دین کی باتوں کی اشاعت بسہولت ہوسکتی ہے، بہت سے ان مسلمانوں کو جو دین سے ناآشنا ہیں انھیں دین کی تعلیم دی جاسکتی ہے۔

بہرحال آج ہم اپنی غفلتوں کی وجہ سے جو بھی کریں مگر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اجتماع دینی سے بڑا کام لیا، تبلیغ واشاعت میں ان سے آپ کو بڑی مدد ملی ہے، جہاد جیسا اہم کام بھی اس موقع سے آپ نے انجام دیا ہے بلکہ حدیث میں اس کا کچھ خصوصیت سے ذکر ملتا ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يخرج يوم الفطر والاضحى الى المصلى فاول شئ يبدأ به الصلوة ثم ينصرف فيقوم مقابل الناس والناس جلوس على صفوفهم فيعظهم ويوصيهم ويامرهم وان كان يريد ان يقطع بعثا قطعه او يامر بشئ امر به ثم ينصرف (بخاری باب الخروج الی المصلی)

نبی اکرم صلعم عید الفطر اور عید اضحیٰ میں عیدگاہ تشریف لائے، سب سے پہلے نماز ادا فرماتے، پھر فارغ ہوکر لوگوں کی طرف توجہ فرماتے، اور لوگ اپنی جگہ بیٹھے ہوتے ان کو نصیحت فرماتے اور تاکیدی حکم دیتے اگر لشکر اسلام کی روانگی کا ارادہ ہوتا تو اس کو روانہ فرماتے، یا کسی ضروری کام کا انجام دینا ضروری ہوتا تو اس کے متعلق حکم نافذ فرماتے، پھر واپس ہوتے

ملکی اور دینی کام | یہ حدیث کتنی واضح ہے، الفاظ حدیث میں اس اجتماع کے مہتم بالشان ہونے پر کس قدر زور معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا عظیم الشان مصرف لیا، مجاہدین کی روانگی کا کام کوئی معمولی کام ہے کاش اس سے ہم سبق حاصل کریں اور ملکی یا دینی جس طرح

کا کام درپیش آئے اس سے مدد لیں، اس وجہ سے اور بھی کہ اس طرح کا اجتماع آج کل آسان کام نہیں، اور غالباً اسی حکمت کے پیش نظر عید کا خطبہ نماز بعد رکھا گیا ہے، کہ باطمینان تبلیغ واشاعت دین کا کام انجام پا سکے، بخلاف جمعہ کے کہ وہ نسبتاً جلد جلد ہوتا ہے خطبہ نماز سے پہلے رکھا گیا ہے بلاشبہ یہ بھی بات ہے کہ جمعہ بعد نوافل وسنن ہیں جو عید بعد نہیں ہیں۔

عن ابن عمرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر یصلون العیدین قبل الخطبۃ (بخاری باب الخطبہ بعد العید)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ادا فرماتے۔

اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو بھی نصیحت فرماتے اور انھیں بھی ان کے فرائض یاد دلاتے تھے حدیث میں یہ واقعہ مصرح ہے ملاحظہ ہو۔

ثم اتی النساء فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ فرایتھن یھوین الی اذانھن وحلوقھن یدفعن الی بلال ثم ارتفع ھو وبلال الی بیتہ (مشکوۃ صلوۃ العیدین)

(مردوں سے فارغ ہو کر) آپ عورتوں کے مجمع میں تشریف لاتے ان کو وعظ ونصیحت فرماتے، اور صدقہ دینے کی تلقین فرماتے راوی کا بیان ہے کہ میں عورتوں کو دیکھتا تھا کہ اپنے کانوں اور گردنوں کے زیورات پر جھک پڑتی تھیں اور حضرت بلالؓ کے حوالہ کرتی تھیں۔ پھر آپ حضرت بلالؓ کے ساتھ اپنے گھر تشریف لاتے۔

مسجد حرام کا اجتماع عید اضحیٰ کے موقع پر دنیائے اسلام کا عظیم الشان اور بے مثال اجتماع ہوتا ہے اور وہاں ہوتا ہے جو آں حضرت کا مولد ہے، جو مقام ابتدائے بنی آدم سے مرجع خاص و عام ہے، جو عرش الٰہی کا سایہ اور اس کی رحمتوں کا قدیم مرکز ہے اور جس کو "سرۃ الارض" (ناف زمین) کی حیثیت حاصل ہے، یہ دنیائے اسلام کا شیرازہ ہے جس میں سارے فرزندان توحید بندھے ہوتے ہیں، چاہے وہ کسی گوشۂ زمین کا باشندہ ہو، اور جس نسل وخاندان سے بھی تعلق رکھتا ہو،

اس نشان دہی سے بات سمجھ میں آگئی ہوگی کہ مری مراد مکہ معظمہ یا دوسرے لفظ میں مسجد حرام سے ہے جو روئے زمین کی پہلی مسجد ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

اسلامی عالمگیر کانفرنس | اسی مسجد حرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ اول یوم سے یہ انسانوں کا مرجع عام رہی اور جب سے عالم میں اسلام کی نورانی کرنیں پھیلیں ہر سال یہاں "اسلامی عالمگیر کانفرنس" ہوتی ہے جس میں پورب سے لیکر پچھم اور اُتر سے لے کر دکھن تک کے اسلامی نمائندے شریک ہوتے ہیں اور ایک مقام اور ایک تاریخ میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کرتے ہیں اور جمع بھی ہوتے ہیں کس شان سے ؟ کہ ان سب کی سرکاری زبان ایک ہوتی ہے سب کی ظاہری ہیئت ایک سی ہوتی ہے، سب کی آواز اور پکار بھی تقریباً ایک ہی ہوتی ہے، یہاں ملک و قوم کا سوال مٹ جاتا ہے، نسب و نسل کا بت پاش پاش ہو جاتا ہے ایک رشتہ سارے رشتوں پر غالب ہو جاتا ہے مختصر یہ کہ سب ایک خاندان کے افراد بن کر جمع ہوتے ہیں۔

کون سا ایسا کام ہے جو اس عظیم الشان تاریخی اجتماع سے انجام نہ پا سکے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالمی مجلس سے بڑا کام لیا ہے مکی زندگی میں بھی اور مدنی دور حیات میں بھی، اسی اجتماع کی برکت سے اول اول اسلام مدینہ منورہ پہنچا تھا، اور وہاں پہنچ کر پورے عالم پر چھایا تھا، آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس عالمی اجتماع سے کام لیا، سیاسی بھی اور دینی بھی، اور صحابۂ کرام کے بعد بھی ہر دور میں محدثین اور علماء نے اس اجتماع سے فائدہ اُٹھایا، جس کی تفصیل یہاں مقصود نہیں ہے

اشاعت و تبلیغ کا موقعہ | آج بھی ہم اس اجتماع سے دینی اور دنیاوی فائدے حاصل کر سکتے ہیں، یہاں اشاعت دین کا بڑا اچھا موقع ہے لوگ سب سے علیحدہ ہو کر صرف دین کے لئے جمع ہوتے ہیں، اور سب سے کٹ کر ایک مقصد کے لئے دور دراز سے چل کر آتے ہیں، خدا کرے مسلمانوں کی سوئی ہوئی بستی جاگے اور نظام مساجد کے ان اہم شعبوں پر غور و فکر کرے۔ اسی مسجد حرام کے باب میں قرآن کا اعلان ہے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا (بقرہ - ۱۵) اور اسی کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ارشاد ربانی ہوا تھا وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (ع - ۳) (جس کی تفصیل اول کتاب میں گذر چکی ہے)